بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے کے ناں میں سوہݨے رب دا کراں کلام بیان
مہر محبت کرنے والا اُچا اُسدا ناں

گوجری افسانے

مصنف
پروفیسر محمد نذیر مسکین

گوجری افسانے

مصنف

پروفیسر محمد نذیر مسکین

گندھارا ہندکو اکیڈمی، پشور

جملہ حقوق بحق گندھارا ہندکو اکیڈمی محفوظ اُن

نام کتاب	گوجری افسانے
مصنف	پروفیسر محمد نذیر مسکین
موضوع	گوجری افسانے
کمپوزنگ	پروفیسر محمد نذیر مسکین
سرورق	ثاقب حسین
سال اشاعت	2017ء
اہتمامِ اشاعت	محمد ضیاءالدین، چیف ایگزیکٹو کمیٹی، جی ایچ اے
جی ایچ اے اشاعت حوالہ	F.159/17
قیمت	500روپے
مطبع	گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور
پرنٹر	جی ایچ اے لیزر پرنٹنگ، پشاور
ISBN No.	978-969-687-148-4
ملڑیں دا پتہ	گندھارا ہندکو اکیڈمی، 2 چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن پشاور

گندھارا ہندکو اکیڈمی پشاور

2۔ چنار روڈ، آبدرہ، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور
091-9218164,9218165
www.gandharahindko.com

انتساب

ہوں اپنی اس پہلی نثری جھدی نا
بابائے گوجری رانا فضل حسین ہوراں کے ناں کروں

فہرست

صفحات	عنوانات	نمبرشمار
7	محمدضیاءالدین	1
8	کچھ باتیں ''ڈِگرتا چھاڑ'' بارے آئی۔یو جرال	2
12	ڈِگرتا چھاڑ:ایک بڈ یارقابل کاج رانافضل حسین	3
14	پہلی گل محمدنذیرمسکینؔ	4
17	ڈِگرتا چھاڑ	5
21	سجھونْی	6
25	پرسہہ کی ہبکار	7
29	سائبیرین پنکھنْو	8
32	اکھراں کورکھوالْو	9
35	اندر کی کُوک	10
39	منگلا کی تِس	11
43	گنڈ و	12
50	پرائی چھاں	13
54	داج کوتاج	14
60	بانچھلْاں کی چھاں	15

68	طماچو	16
72	مٹھاس	17
77	شناخت	18
81	گیت	19
86	بھانڈ وپُھٹے	20
92	دوجیاں زباناں تیں ترجمہ کیا گیا افساناں	21
93	کچیں پکیں قبر	22
99	روح کی بِفتیا	23
107	بُرزی	24
116	فرہنگ	25

گوجری افسانے

گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان، پشور اپڑے قیام سی لے کے مسلسل کوششاں کردا پیا وے کہ ہندکو زبان، ادب، ثقافت، تحقیق تے معاشرت دے حوالے نُوں ترقی دے سب پہلوواں نُوں سمیٹدے ہویے کامیابی دیاں پوڑیاں چڑھدے ریہوے۔ جدوجہد دا ایہہ کم اس لحاظ نال مشکل رہیا وے کہ صوبے اِچ اس کم وسے موافق فضاء میسر نی رئی۔ صوبے دی دوئی وڈی زبان ہونڑے دے باوجود ہندکو زبان وادب دی ترقی وسے کویی ہندکو اکیڈمی، ہندکو سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ، ہندکو ادبی بورڈ یا ہندکو ڈکشنری پراجیکٹ نی بنڑ سکے۔ ہندکو زبان وادب دی ترقی دے حوالے نال جیہڑا بی کم کیتا گیا اوہ لوکاں نے ذاتی حیثیت نال کیتا تے اپڑے ذاتی وسائل استعمال کرکے اپڑی ادبی، علمی کاوشاں نُوں چھپائی دے مراحل طے کرکے کتابی صورت اِچ لیا کے قارئین دے مطالعے وسے فراہم کیتا۔ ان سب مشکلات دے باوجود ایہہ بی اپڑی جگہ حقیقت اے کہ درجناں نئیں بلکہ سینکڑاں کتاباں چھاپی گیاں۔

ہندکووان بڑے فراخدل واقع ہوئے ون اوہ ناصرف آپڑی مادری زبان ہندکو نال پیار کردین بلکہ صوبے اِچ بولی جانڑے ولی دیگر سب زباناں نال بی پیار تے محبت کردے ون تے اُسی پیار ومحبت دے حوالے نال گندھارا ہندکو بورڈ تے گندھارا ہندکو اکیڈمی ناصرف ہندکو دیاں کتاباں چھاپڑیں دا اہتمام کردی پئی اے بلکہ دوئی زباناں دی اوہ کتب بی شائع کیتی جاندیان جنہاں دا تعلق ہندکو ادب، ثقافت تے معاشرت نال اے۔ اس دے علاوہ ایہہ گہل بی قابلِ ذکر اے کہ ایہہ بورڈ تے اکیڈمی ہندکو دے علاوہ صوبے اِچ بولی جانڑے والیاں دیگر زباناں دی کتب تے رسائل بی شائع کردی پئی اے۔ خاص کر صوبے دی اُنہاں زباناں تے زیادہ توجہ دتی جاندی پئی اے جیہڑی ہندکو دی طرح سرکاری سرپرستی سے محروم رئیاں ون۔

پروفیسر محمد نذیر مسکین صیب دے ''گوجری افسانے'' لاجواب شاہکار اُن۔ میرا پروفیسر صیب نال تعارف نی ایا نہ ای میں اُنہاں نال ملا ایاں۔ اُنہاں نے ہِک واری فون تے بتایا کہ اوہ گوجری افسانہ نگار تے محقق اُن۔ منُوں بڑی خوشی ہویی کہ اوہ گوجری زبان تے کم پئے کردین۔ اگلے ای لمحے اُنہاں نے منُوں کہیا کہ اُنہاں دی خواہش اے کہ اُنہاں دیاں کتاباں گندھارا ہندکو اکیڈمی چھاپ دیوے تے منے فوراً حامی پہرلتی تے اُنہاں نُوں کہیا کہ اوہ آپڑی کتاباں سافٹ فارمیٹ اُچ منُوں پہیج دیون۔ اُنہاں دے ایہہ شاہکار افسانے گندھارا ہندکو اکیڈمی دے تحت چھپ کے تواڈی نظراں دے سامنڑے موجود اُن۔ ایہہ افسانے گوجری ادب اِچ بے مثال اضافہ ون۔

محمد ضیاء الدین

جنرل سیکریٹری، گندھارا ہندکو بورڈ پاکستان، پشور

کچھ باتیں ''ڈِگرتا چھاڑ'' بارے

آئی۔یو جرال

افسانے (کہانی) کا قدیم اور روایتی سفر زور وشور سے اپنی ارتقائی منازل طے کرتا ہوا ادبی دنیا کی ایک توانا صنف میں بدل چکا ہے جو اپنے اخلاقی فرائض کی ادائیگی کے ذریعے نہ صرف افسانہ کے ذخائر کی نمائندگی کرتا ہے بلکہ وہ قاری کے مطالعہ اور اخذ اخلاقیات میں بھی مدومعاون ثابت ہوتا ہے۔مزید یہ کہ اس سے مزید مطالعہ کی راہیں بھی متعین کی جاسکتی ہیں۔اکیسویں صدی کے اس امریکی گلوبل ویلیج میں علم وادب کی سائنسی ترقی میں بھی افسانے یا لوک ادب میں تحقیقی معلومات کا بڑا عمل دخل ثابت ہے۔اسی طرح ربع صدی پہلے سے گوجری زبان وادب میں بھی گوجری افسانہ اور ناٹک (ڈرامہ) کی معلومات کا بڑا ذریعہ گوجری افسانہ ہی معتبر ہے۔اب یہ بات جانی مانی جاچکی ہے کہ قدیم گوجری بولی (جسے بھارت کے جنوبی حصوں میں پوری زبان کا درجہ حاصل ہے) اب زندہ و جاوید زبان وادب کی دلہن بن چکی ہے جس کے دلہا و خالق رانا فضل حسین (بابائے گوجری) ہی ہیں جن کو عالمی سطح پر پذیرائی حاصل ہوچکی ہے۔ان کی تصنیف وتالیف اور تحقیقات کے روایتی سفر کا دائرہ اب ریاست جموں کشمیر کے آر پار سے لے کر مغربی دنیا تک پھیلتا جارہا ہے۔

بابائے گوجری رانا فضل حسین نے اسی تناظر میں مجھے بتایا کہ اردو اور گوجری ادب میں افسانہ قدیم فرضی قصے کہانیوں کا نیا نام ہے جو دونوں زبانوں میں مستعمل ہے۔اس میں اصلی واقعیت نہیں ہوتی مگر ضابطہ اخلاق پر ہر دور میں مقدم جان کر عمل کیا گیا ہے۔یہ صنف اپنے روایتی سفر پر گامزن ہے۔اس افسانے سے بھی کوئے نہ کوئے اخلاقی پہلو ضرور نکلتا ہے۔ان کے نزدیک کہانی (افسانہ) موضوع کے اعتبار سے جوان ہوچکی ہے۔لیکن یہ صنف ناول سے چھوٹی اور مختصر ہوتی ہے۔اس کا موضوع مختصر اور شیریں ہوتا ہے۔اس میں افسانہ نگار کا خود پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے یعنی

آسانی سے اس پر گرفت کرتا ہے یا پھر آسانی سے گرفت کھو بیٹھتا ہے۔یعنی ان افسانوں کا دورانیہ بہت کم وقت پر محیط ہوتا ہے۔

بقول طاؤس بانہالی (اللہ ان پر رحم کرے) جہاں اردو کی مخلوق بڑی خوش قسمت ہے کہ انھیں بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق نصیب ہوئے اور گوجری زبان وادب کے 47 لاکھ عوام کو اللہ تعالیٰ نے بابائے گوجری اور مجاہد اول کی صورت میں رانا فضل حسین عطا کیا ہے۔کاش کشمیری بولنے والوں کو بھی ان جیسا دیدہ ور مل جاتا تو ہم بھی فخر و نازاں ہوتے۔

میرا مشاہدہ ہے کہ باباجی کے تلامذہ کی تعداد بھی خاصی صحت مندانہ ہے اور قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ بڑی تعداد ان تلامذہ کی ہے جو علم وادب میں عالم فاضل کے درجے پر فائز ہیں۔جنھوں نے اپنے نام اور کام سے اپنے استادِ مکرم کی لاج رکھی اور سر فخر سے بلند کیا۔مثال کے طور پر طاؤس بانیہالی، ڈاکٹر غلام حسین اظہر، مشتاق شاد ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر، غلام سرور رانا، پروفیسر یوسف حسن ،طرب احمد صدیقی، الطاف قریشی، سلیم رفیق، فتح علی سروری کسانہ، عبدالغنی عارف لاروی، مولانا صدرالدین الرفاہی، خواجہ عبدالاحد وانی، بشیر صوفی، ڈاکٹر ملکھی رام کشان انبالوی، خواجہ بشیر ’سر تاج راجوروی، منیر حسین چوہدری، شاہ محمد شہباز، احمد لطیف جہلمی، پروفیسر افتخار مغل اور پروفیسر ارشد علی جیسے نامور شاعر و ادیب بابائے گوجری کے تلامذہ کی کہکشاں میں شامل ہیں۔

1967ء میں آپ نے گوجری کا پہلا اور نویکلا افسانہ ’’سورن نگر یا سونا نگر‘‘ رقم کیا اور پھر ساتھ ہی اس کو تراڑ کھل ریڈیو سے نشر کیا۔پھر کیا تھا گجر دیس کے چاروں جانب اس کہانی کو سن کر لکھاریوں نے اپنے اپنے قلم سنبھال لئے اور مورچہ بند ہو گئے۔ان کے اس افسانے کو بڑی مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی۔پھر چل سو چل رانا فضل حسین کی افسانوی ٹرین کا روایتی سفر شروع ہو گیا۔ان کی کہانی، ڈرامہ، انشائیہ اور شعری سوغاتوں پر بعض حریت فکر انسانوں نے اس میں بے تحاشا لکھنا شروع کر دیا۔انھی کے کارن پروفیسر محمد نذیر مسکین کا بطور افسانہ نگار ظہور ہوا۔

گوجری افسانہ یا کہانی کیلئے بے شمار موضوعات موجود تھے۔گوجری افسانہ نگار اپنی اپنی شعوری اور تیسری آنکھ کے حوالے سے اپنے معاشرے میں ناہمواریوں دکھتی اور جھلتی سچائیوں کی تصویر کشی کرتے رہے ہیں۔جس کے باعث گوجری افسانہ نگاری میں تسلسل کیساتھ اضافہ ہوتا

رہا۔اس ٹرین میں ہر قسم کے افسانہ نگار شامل ہو گئے ۔رومانی ،تعمیری ،اصلاحی ،نفسیاتی ،علامتی اور تجریدی انداز کے افسانوں کی بے شمار مثالیں اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔افسانے کے جدید تر رجحانات بھی گوجری افسانہ نگاروں کی دلوں کی آنکھ میں ہیں۔

پروفیسر نذیر مسکینؔ کے سولہ گوجری افسانوں کا مجموعہ ''ڈگرتا چھاڑ'' آپ کے ہاتھوں میں اور ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ڈاکٹر سلام سندیلوی کے بقول افسانے کی پیداوار میں موجودہ عہد کی پیچیدگیوں کا بڑا ہاتھ ہے۔زمانے کی بدلتی ہوئی کروٹوں نے انسان کو نئے نئے مسائل سے دوچار کیا ۔نئی نئی مشکلات کو کوہ ستون بنا کر سامنے کھڑا کر دیا۔ان مشکلات کا حل پیش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ان مسائل سے ٹکرانے کیلئے انسان نے جسمانی اور دماغی کاوش سے کام لیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا سکون اور اطمینان چھن گیا،اس کا سانس لینا بھی محال ہو گیا۔

پروفیسر نذیر مسکینؔ وہ متحرک افسانہ نگار ہیں جنہوں نے گوجری ادب میں افسانے کے پہلے شاہسوار بابائے گوجری رانا فضل حسین کے بیشتر افسانے شائع اور نشر ہونے کے بعد اس صنف میں اپنے تمام جذبوں ،رویوں اور اس صنف میں کچھ کر گزرنے کی پیروی کرتے ہوئے قارئین کرام کا وقت بچاتے ہوئے ،گوجری افسانوں کا پہلا مجموعہ ''ڈِگرتا چھاڑ'' پیش کیا۔نذیر مسکینؔ نے افسانے کے تمام اجزائے ترکیبی کو مدِ نظر رکھا ہے حالانکہ گوجری ادب کی یہ صنف زندگی کے بڑھتے ہوئے اور نت نئے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی۔پھر افسانہ تو صرف زندگی کے کسی ایک پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔نذیر مسکینؔ صاحب نے ان سولہ افسانوں میں زندگی کے کسی ایک پہلو کو اپنی ہر کہانی میں بڑی عمدگی سے نمایاں کرنے کی پوری سعی کی ہے،یعنی وہ زندگی کے کسی ایک پہلو کو اجاگر کرنے کی بھر پور صلاحیت رکھتے ہیں ۔چونکہ افسانے میں کردار کے ارتقاء کی بھی زیادہ گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ اس میں تھوڑی دیر کیلئے ہم کرداروں سے ملتے ہیں۔نذیر مسکینؔ کے افسانوں میں جو خصوصیت میں نے محسوس کی ہے وہ ہے افسانے کے اختصار کی بنا پر وحدت تاثر پیدا کرنے کی کامیابی' کیونکہ ان کے ہر افسانے کو ایک ہی نشست میں پڑھا جا سکتا ہے۔ان کو مختلف اوقات میں پڑھنے سے مختلف اثرات دل پر پڑتے ہیں۔جو کہ گوجری ادب میں ایک خوش آئند بات ہے۔

پروفیسر نذیر مسکینؔ نے اس گلوبل ویلج میں تمام مواد اور موضوعات کو پیش نظر رکھ کر کہانیوں

کی بُنت کی ہے۔وہ اپنے افسانے کے آغاز ہی سے قاری کو اپنا ہم سفر ہونے میں کشش پیدا کر لیتے ہیں یہاں تک کہ قاری ان کے ساتھ ہی ساتھ آخر دم تک پیوستہ عبارت رہتا ہے۔انسان مختلف جذبات کا مجموعہ ہوتا ہے۔اس لئے انھوں نے بھی اپنے موضوعات کیلئے جذبات کا خزانہ انسانوں سے حاصل کیا ہے جس کا اظہار انہوں نے مختلف کرداروں کی صورت میں کیا ہے۔وہ ان بے شمار موضوعات میں سے کسی بھی پہلوۂ حیات کو اجاگر کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں انھوں نے انسان کی سیاسی زندگی ،سماجی زندگی ، پیر پنجال کی منظر کشی اور تہذیبی پہلوؤں کو خوب سمیٹا ہے۔

پروفیسر نذیر مسکینؔ کا یہ افسانوی مجموعہ ''ڈگر تا چھاڑ'' گوجری ادب میں اولین اور بہترین کاوش ہے۔اُن کے یہ سولہ افسانے گوجری ادب میں تازہ ہواؤں کے جھونکے ہیں جو افسانے کے فنی معیار اور پلاٹ کے مطابق عنوانات سے مزین ہیں۔فنی اصول وضوابط ، پلاٹ ،موضوع اور ڈرامائی انداز کا برتاؤ پروفیسر محمد نذیر مسکینؔ کے افسانوں کی وہ مہک ہیں جنھوں نے گوجری میں افسانے کی پہلی اینٹ رکھ دی ہے۔ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ گوجری افسانہ نگاری میں نئی بلندیوں کو چھوئیں گے ، معاشرے کی عکاسی کرتے رہیں گے اور دوسرے افسانہ نگاروں کے لئے مشعل راہ بنیں گے۔ان وجوہات کی بنا پر پروفیسر محمد نذیر مسکینؔ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں کیونکہ بقول بابائے گوجری رانا فضل حسین اس نوجوان افسانہ نگار میں گوجری افسانہ کے فروغ اور ترویج کیلئے وہ تمام رنگ وآہنگ موجود ہیں جن میں تحقیق ،مشاہدہ اور معاشرتی مسائل پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ اصناف ادب کے اجزائے ترکیبی کا ادراک بھی ہے۔ پروفیسر محمد نذیر مسکینؔ صاحب بابا جی کو بھی اچھے لگتے ہیں اور مجھے بھی۔

☆☆☆☆

ڈِگرتا چھاڑ: ایک بڈیار قابل کاج

گوجری کہانی یا افسانہ بارے گل کتھ چھیڑتاں پرانیاں منہ زبانی کہانیاں پر بچار کرنو پوئے گو۔ دادیاں نانیاں' پھپھیاں' موسیاں تے بہناں کی زبانی بچو ناں ماں کہانی میں وی سنی' پروفیسر محمد نذیر مسکین ہوراں نے وی سنی ویں گیں۔ ان ہی کہانیاں کی بنتر تے بُنتر پر افسانہ کو محل وی اسارن ہو یو۔ اس بارے کدے پرکھ کروں تے لوہکی کہانی افسانہ بارے اک بڑو ناول بن جائے گو۔ افسانہ' ناول' ڈراما تے فلم ناہوں اک قبیل کا چار حصہ کہوں ہاں۔ کیوں جے یہ چارے فکشن کا روپ بہروپ ہیں۔ نذیر مسکین ہور ویہہ خوش نصیب جناں ہیں جناں نے کنٹرول لین کے اِس بکھی گوجری افسانہ پر اپنو سچو قلم چایو تے پہلی افسانہ کی کتاب ''ڈِگرتا چھاڑ'' تخلیق کر دتی ہے۔ انھاں تیں پہلاں وی اس مہاری پلی افسانہ کو چرچو ہو یو۔ میں کجھ افسانہ ریڈیو کی نشریاتی ضرورت واسطے لکھیا۔ سرور رانا نے وی کجھ افسانہ تے گوجری ڈرامہ آزاد کشمیر ریڈیو کی نشریات واسطے لکھیا۔ محمد سعید بانیاں نے مظفرآباد ریڈیو واسطے گوجری افسانہ تخلیق کر دتا۔ محمد سعید بانیاں کو مسودو وی گوجری افسانہ ''دل کا تارا'' بہت پہلاں میری رائے واسطے مناں ملیو، سرور رانا نے سوہنا افسانہ، ڈرامہ تے گیت کہانی گوجری نشریات کے حوالے کیا۔ ہم ڈرامہ کی حد تک تے دوترے شخص خاصا کامیاب رہیا۔ مگر گوجری افسانہ کے بارے مہارے پاسے کوئے قابل بڈیار کاج نہ سرترن ہو یو۔ اُس پار کا مہارا لیکھک آزاد کشمیر ریڈیو تیں گوجری زبان کی نشریات تیں بعد اپنا قلم کمان لے کے لکھت کا میدان ماں اُتریا تے تکتاں تکتاں ویہہ قلمکار مہاراتیں بہت اگے نکل گیا۔ جموں کشمیر کا اک بڑا افسر قیصر الدین قیصر، اقبال عظیم چوہدری، غلام رسول آزاد، چوہدری نسیم پونچھی، محمد امین قمر، محمود رانا، خوش دیو مینی، عبدالغنی عارف، فضل مشتاق، عبدالحمید کسانہ، مختار الدین، ڈاکٹر رفیق انجم، گلاب الدین طاہر، محمد منشاء خاکی، جاوید نظامی جیسا تکڑا کہانی کار گوجری واسطے فکشن ماں بہت بڑا کاج سر یر رہیا ہیں۔ جموں کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر کا شیرازہ تے مہارا ادب کا شماراں ماں یوہ زندہ لٹریچر برو بر چھپ رہیو

ہے۔

مہارے پاسے ڈرامہ،افسانہ تے ناول نا''تھُوکوڑا'' سمجھ کے تھُک دِتو گیو ہے۔ پروفیسر محمد نذیر مسکینؔ،سروررانا،منیر حسین چوہدری تے محمد سعید بانیاں ہوراں نا چھوڑ کے ہور کسے وی گوجری کا دانشور نے اس پاسے دھیان نہیں دِتو سگوں اک دوشخصاں کو کہنو ہے جے سوائے گوجری شاعری کے ہور کجھ وی ادب کو حصو نہیں۔

پروفیسر محمد نذیر مسکینؔ ہوراں کا اِس قابل بڈیار کاج پرخرقہ پوش صحافی آئی۔ یو جرال ہوراں نے اک سوہنی تنقیدی لِکھت''ڈگرتا چھاڑ'' بارے لکھی ہے۔اِس جامع مدلل تے مکمل تحریر کے ہوتاں ہور کجھ لکھنو دینھ کے باندے دینی بالن آلی گل ہے۔

پروفیسر مسکینؔ ہوراں کا سولہ افسانہ ہیں۔اُنہاں نے افسانہ کی تحقیق تے تکنیک کو خاصو ڈنگھو مطالعو کیّو ہے۔ویہہ افسانہ کی اک بڑی ہستی بن کے اُبھریں گا۔اللہ کرے زورقلم ہور زیادہ۔

بابائے گوجری

رانافضل حسین،تمغۂ پاکستان

پہلی گل

ادب کسے وی شکل ماں ہوَ ے، حیاتی کا رنگ تیں خالی نہیں ہوتو۔ اگر وہ اس رنگ تیں خالی ہوَ ے تےَ فِر ادب ہی نہیں ہوتو۔ ادب کی پرکھ رکھنْ آلا لوک کہیں کہ ادب زندگی کو شیشو ہوَ ے۔ یوہ شیشو جتنو حیاتی کےَ نیڑ ے ہوَ ے گو اتنو ہی اس کا رنگ اپنے اندر جذب کرَ ے گو۔ کجھ پارکھ (نقاد) یاہ گل وی کہیں کہ ادب زندگی تیں اپنو خمیر چُنْے۔ لیکن اپنا اُچا معیار پر پہچ کےَ خود زندگی کو دیو وی بنْ جائےَ تائیں تےَ زندگی کا کئی پاسا (پہلو) اپنْا تاثیری زور ناںْ بدل چُھڑَ ے۔ اس طرح ادب حیاتی ہی تیں پیدا ہوَ ے تےَ حیاتی کا ہور رنگ پیدا کرنْ ماں مُچ منڈھلو جیو کم کرَ ے۔

''ڈِگرتا چھاڑ'' ناں کی اس کتاب ماں میری سولہ کہانْیں شامل ہیں۔ ہیت کا اعتبار ناںْ یہ افسانہ ہیں۔ افسانو بیویں صدی کا شروع ہی ماں مغربی ادب تیں اردو ماں آ گیو تھو۔ اس تیں پہلاں کہانْیں مچاں رنگاں، مثال داستان یا منظوم مثنویاں ماں لکھی جائیں تھی۔ اکبر کی فتح گجرات تیں پچھے گوجری بیویں صدی تک لکھنْ ماں نہ آئی۔ بیویں صدی ماں وی پہلاں شاعری ہی مچ لکھی گئی۔ گوجری نثر بعد ماں لکھت اندر آئی۔ ہنْ تےَ اللہ کا فضل ناںْ تقریباً برصغیر کی عمومی تےَ مروجہ ساریں صنف گوجری ماں تخلیقی اظہار کا تجربہ تیں لنگ گئی ہیں۔ گوجری نثر تےَ افسانہ نگاری ماں میرو حوصلو حاجی رانا فضل حسین نے بدھایو، بلکہ سچی گل تےَ یاہ ہے کہ انھاں ہی نے مِنا یاہ راہ دسی۔ مچ مہر محبت تےَ آپت ناںْ حاجی ہوراں نے میری اصلاح کی تےَ مشورہ دِتا۔ اگر حاجی صاحب جیسی مہربان ہستی مِنا نہ لبھتی تےَ شاید ہی ہوں اپنْا اندر کی گلاں نا اکھراں کو روپ دے سکتو آ۔ ہوں بابائے گوجری کو جتنو وی شکریو گزاروں وہ سمندر کےَ سامنے چُلُوں وی نہیں۔ مِنا فیر واسطےَ وی یقین ہے کہ وہ یہ میری راہنمائی کرتا رہیں گا۔ اللہ انھاں نا لمی حیاتی بخشےَ، آمین۔

یہ افسانہ طبع زاد ہیں۔ افسانہ ماں استعمال کیو گیو اِملو لسانی اصولاں کی لو ماں میں آپ ہی اختیار کیو ہے۔ شاید اس املا پر کسے نا اختلاف وی ہوَ ے گو یا فِر واقعتاً اس ماں کجھ کمی کجی رہ گئی ہوَ ے

گی ۔لیکن میری ترجیحات ذاتی یا گروہی نہیں بلکہ علمی لسانی اور عملی ضرورتاں کے موافق ہیں ۔ گوجری تےَ اردو کو رسم الخط املاتےَ واز کا حوالہ سنگ ایک ہی ہے ۔فرق صرف اتنو ہے کہ گوجری ماں اڑنون تےَ اڑلام اردو تیں بدھ ہیں ۔ نالے گوجری ماں یائے لِین (مثال شےَ ، طےَ ، ہےَ وغیرہ) کو استعمال زیادہ ہے ۔اس ''ے'' تیں پہلاں آنْ آلْا حرف پر زبر لائی گئی ہے تاں جے پڑھتےَ ویلےَ اوکھت نہ ہوَے ۔اڑنون واسطےَ کدے کدے 'ن' پر نِکا جیا 'ط' کی علامت استعمال کی جائے ۔کجھ لوک اڑنون واسطےَ الٹی جزم وی استعمال کریں ، نالے یا ہی علامت اڑلام واسطےَ وی رکھی جائے جس طرح کہ جموں کشمیر اکیڈمی تیں چھپی وی گوجری ڈکشنری ماں یاہ علامت استعمال کی گئی ہے ۔ پر یاہ علامت ایک تےَ گوجری لکھنْ کارن کمپیوٹر پروگرام Inpage ماں ہر کسے تیں نہیں لکھنْ ہوتی ، دوجے اس علامت نالْ گوجری عبارت گھنْی گھنْی تےَ اوپری لگے ۔ پڑھتےَ سمے نظر نا تکلیف دیےَ ۔اس واسطےَ میں ان دو اکھراں نا جھک تےَ اڑن بِجن پوری طرح صحیح پڑھنْ خاطران پر نِکا جیا گول دائرہ (ْ) کو استعمال کیو ہے ،کیوں جے یاہ نشانْی سطراں تےَ اکھراں نے بے رویا وی نہیں کرتی تےَ نالْے کمپیوٹر InPage پروگرام ماں اردو کا کی بورڈ (Key board) پر سوالیہ علامت کا بٹنْ پر بغیر شفٹ دبایاں ظاہر ہو جائے ۔ ان کہڑ تےَ نواں کمپوزر وی اس نا مُچ آسانی نالْ استعمال کرسکیں ۔دوجےَ پڑھنْ آلْا وی بہلا ہی اس نشانْی نا سمجھ جائیں ۔

گوجری کی 'ہ' عربی کا تلفظ رنگ ادا نہیں ہوتی ۔اس کی واز 'آ' اور 'ع' کا درمیان کی ہے ،مثلاً ''ہے'' گوجری ماں ''ہَے'' جیسی واز نہیں دیتو بلکہ اسکی واز ''عے'' نالْ ملےَ ۔یعنی ''ہ'' گوجری ماں بالکل ہولْی (خفیف) واز رکھے ۔ املاء کا یہ مسئلہ نواں پڑھنْ آلاں نا خاصا اَلجھیا وا لگیں ۔ پر چِنتیا کی کائے گل نہیں کیوں جے لکھتاں پڑھتاں مٹھَے دا یہ اوکھت آپے ہی دور ہو جائیں گی ۔زباناں ماں ارتقاء کےَ ویلْے اس طرح کی اوکھت ضرور ہوَیں ، جہڑیں ویلْو گزرنْ نالْ اپنے بچوں ایک معیاری املو بناتی رہیں ۔اخیر ماں ایک سباں کارن منیو وو (متفقہ) املو رائج ہو جائے ۔ہم اپنی ماں بولی گوجری بارَے وی یا ہی امید کراں کہ مچ بہلاں ہی اس کو املو وی اوکھتاں تےَ ٹپلاں (ابہام) تیں پاک ہو جائے گو ، ان شاء اللہ ۔

ہوں صحافی آئی ۔ یوجرال کو وی شکر گزار ہاں کہ انھاں نے میرا افساناں پر پرکھ کی نظر ماری ۔ کتاب کی